روایتوں کی تحقیق

دوسرا حصہ

عبد مصطفی محمد صابر اسماعیلی قادری

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

روایتوں کی تحقیق

دوسرا حصہ

عبد مصطفی محمد صابر اسماعیلی قادری

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION

نام: روایتوں کی تحقیق (دوسرا حصہ)
از قلم: عبد مصطفی، صابر اسماعیلی
زبان: اردو
موضوع: تحقیق
کمپوزنگ: عبد مصطفی آفیشل
ناشر: صابیا ورچوئل پبلی کیشن
سَنَہ اشاعت: دسمبر 2021 (جمادی الاول 1443 ہجری)
صفحات: 40

All Rights Reserved.
Sabiya Virtual Publication

آغاز

روایات وواقعات کی تحقیق پر ہم نے یہ سلسلہ بنام "روایتوں کی تحقیق" شروع کیا ہے جس کا دوسرا حصہ ہم پیش کر رہے ہیں۔ اس میں ہم نے مختلف روایات کی تحقیق پیش کی ہے۔ جو روایات صحیح اور مستند ہیں ان کی تحقیق میں حوالے نقل کیے ہیں اور موضوع و منگھڑت روایات کا دلائل کے ساتھ رد کیا ہے۔ قارئین کے ذوق کے لیے ہم نے درمیان میں قصہ گو مقررین کے کچھ مزے دار واقعات بھی نقل کیے ہیں جنھیں پڑھ کر آپ ضرور لطف اندوز ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔

عبد مصطفی

محمد صابر اسماعیلی قادری رضوی

Contents

جھوٹے مقرر نے حد کر دی 5

پرانے زمانے کے جھوٹے مقررین 7

لکھنے والے ضرور پڑھیں 9

جنت میں حضور ﷺ کی شادی 11

حضرتِ فاطمہ کی طرف منسوب ایک موضوع روایت 13

حضور ﷺ کی انگلیاں مبارک 14

حضرت امیر معاویہ کاتب رسول 15

قصہ گو مقررین مسجد سے باہر 17

رَٹّامار مقرر 18

علی داچو تھانمبر 20

جاہل حفاظ کی منگھڑت روایت 22

اذان بلال اور سورج کا نکلنا 23

سوالات قبر سریانی زبان میں ہوں گے 28

ضعیف روایات فضائل میں مقبول ہیں لیکن 35

تو پھر کون کہے گا؟ 37

اردو زبان میں ہماری دوسری کتابیں اور رسالے: 39

جھوٹے مقرر نے حد کر دی

کبھی کبھی ہمیں مقررین سے ایسی روایات سننے کو ملتی ہیں کہ ہم حیران و پریشان ہو جاتے ہیں- ایسے ایسے قصے کہ نہ تو کبھی آنکھوں نے دیکھے اور نہ کانوں نے سنے- ایسی روایات سن کر عوام بھی خوش ہوتی ہے کہ چلو آج کچھ نیا سننے کو ملا ہے- دور حاضر میں تو کئی مقررین کا یہی رویہ ہے کہ بس کچھ نیا ہونا چاہیے- ایسے مقررین کو بس اپنے بازار اور اپنی شہرت کی فکر ہوتی ہے- ہمارے زمانے کے مقررین تو قابل تعریف ہیں ہی لیکن گزشتہ زمانے میں بھی ایسے مقررین گزرے ہیں جن کے کارنامے قابل ذکر ہیں-

ایک مرتبہ امام احمد بن حنبل اور امام یحییٰ بن معین نے ایک مسجد میں نماز ادا کی، اسی دوران ایک قصہ گو مقرر کھڑا ہوا اور اس نے بیان کرنا شروع کیا کہ "مجھ سے احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے روایت کی اور انھوں نے عبدالرزاق سے روایت کی، ان سے معمر نے، ان سے قتادہ نے، ان سے انس بن مالک نے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے ایک مرتبہ کلمۂ طیبہ پڑھا تو اللہ تعالی اس کے ہر لفظ سے ایک پرندہ پیدا فرماتا ہے جس کی چونچ سونے کی ہوتی ہے، اس کے پر مرجان کے ہوتے ہیں..... " اور پھر اس حدیث کو اتنا طول دیا کہ تقریباً بیس صفحات میں آئے- مقرر صاحب کی بیان کردہ روایت سن کر امام احمد بن حنبل امام یحییٰ بن معین کو دیکھنے لگے اور وہ امام احمد بن حنبل کو؛ امام احمد بن حنبل نے امام ابن معین سے پوچھا کہ :

"کیا آپ نے اس سے یہ حدیث بیان کی ہے؟"

امام ابن معین نے کہا کہ خدا کی قسم! میں نے یہ حدیث آج پہلی بار سنی ہے۔

جب وہ قصہ گو اپنی تقریر سے فارغ ہوا تو ان دونوں نے اس کو بلایا اور امام ابن معین نے پوچھا کہ یہ حدیث تم سے کس نے بیان کی؟ اس نے جواب دیا کہ "مجھ سے احمد بن حنبل اور ابن معین نے بیان کی ہے" اس پر امام ابن معین نے فرمایا کہ میں ہی ابن معین ہوں اور یہ احمد بن حنبل ہیں اور ہم دونوں نے آج پہلی بار یہ حدیث تمھارے منھ سے سنی ہے۔

یہ سن کر اس نے فوراً کہا کہ "ارے تم ابن معین ہو؟" انھوں نے کہا کہ ہاں میں ہی ہوں تو اس نے کہا کہ "میں نے تو سنا تھا کہ ابن معین احمق ہے، آج اس بات کی تصدیق بھی ہو گئی" حضرت ابن معین نے پوچھا کہ تم نے کیسے جانا کہ میں احمق ہوں؟ اس نے کہا کہ "تم سمجھتے ہو کہ دنیا میں تم دونوں کے علاوہ کوئی احمد بن حنبل اور ابن معین نہیں ہے، اِن احمد بن حنبل کے علاوہ میں نے سترہ احمد بن حنبلوں سے یہ روایت سنی ہے"

(الجامع الاحکام القرآن، ج 1، ص 69 بہ حوالہ نقد و نظر، ص 13)

پرانے زمانے کے جھوٹے مقررین

آج ہمارے بیچ کثیر تعداد میں ایسے مقررین موجود ہیں جو جھوٹی روایات اور منگھڑت قصے بیان کرنے میں ماہر ہیں- ایسے مقررین کی تاریخ بہت پرانی ہے، چناں چہ امام ابن قطیبہ الدینوری (متوفی 276ھ) اپنے زمانے کے مقررین کے بارے میں کیا لکھتے ہیں اسے پڑھیں، ایسا لگتا ہے کہ دور حاضر ان کی نظروں میں ہے-

آپ لکھتے ہیں کہ یہ واعظین جب جنت کا ذکر کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اس (جنت) میں مشک یا زعفران کی حوریں ہوں گی، ان کے بدن کی بناوٹ ایسی ایسی ہو گی، اللہ تعالی نے اپنے ولیوں کے لیے سفید موتیوں کا ایک محل بنایا ہے جس میں ستر ہزار یہ ہو گا، ستر ہزار وہ ہو گا اور پھر وہ (مقرر) ستر ستر ہزار کی اتنی چیزیں بیان کرے گا کہ گویا جنت میں کسی چیز کی تعداد ستر ہزار سے کم یا زیادہ ہونا جائز ہی نہیں ہے-

(آپ مزید لکھتے ہیں کہ) جتنا یہ (حیرت انگیز روایتیں) زیادہ ہوں گی اتنا ہی تعجب اور پسندیدگی میں اضافہ ہو گا اور اتنا ہی دیر تک لوگ ان کے پاس بیٹھیں گے اور پھر اتنی ہی تیزی سے بخشش اور انعامات پیش کیے جائیں گے-

(تاویل مختلف الحدیث لابن قطیبہ الدینوری، ص28 بہ حوالہ الدخیل فی التفسیر: احمد شحات موسی، ص59)

(ماخوذ از نقد و نظر)

ہزار سال پہلے بھی ایسے مقررین موجود تھے جو لوگوں کو حیران کرنے اور ان سے نظرانے وصول کرنے کے لیے قصے کہانیاں سنایا کرتے تھے-آج بھی ایسے مقررین کی بھرمار ہے جن کو عوام میں مقبولیت بھی حاصل ہے-ان کی بیان کردہ روایات مانو پتھر کی لکیر ہے یعنی جو انھوں نے بیان کر دیا وہ غلط ہو ہی نہیں سکتا-ان کے مقابلے میں لوگ بڑے سے بڑے عالم کی بات ماننے کو بھی تیار نہیں ہوتے-اب تو بس اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ اللہ بچائے ایسے مقررین سے-

لکھنے والے ضرور پڑھیں

امام قسطلانی علیہ الرحمہ نے ایک کتاب لکھی جس میں انھوں نے امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کی کتابوں سے مدد لی لیکن کہیں امام سیوطی کا ذکر نہیں کیا-امام سیوطی کہا کرتے تھے کہ انھوں نے میری کتابوں سے مدد لی اور یہ ظاہر نہیں کیا کہ وہ میری کتابوں سے نقل کر رہے ہیں، یہ ایک قسم کی خیانت ہے جو نقل میں معیوب ہے اور کچھ حق پوشی بھی ہے-

امام سیوطی کی اس شکایت کا اتنا چرچا ہوا کہ یہ شکایت شیخ الاسلام، زین الدین زکریا انصاری کے حضور محاکمہ کی شکل میں پیش ہوئی-امام سیوطی نے امام قسطلانی کو کئی جگہوں پر قصور وار ٹھہراتے ہوئے فرمایا کہ انھوں نے اپنی کتاب میں کئی مواقع پر بیہقی کے حوالے دیے ہیں؛ ذرا یہ بتائیں کہ بیہقی کی تصنیفات کس قدر ان کے پاس موجود ہیں اور کن تصنیفات سے انھوں نے نقل کی ہے-جب امام قسطلانی نشان دہی کرنے سے عاجز رہے تو امام سیوطی نے کہا کہ آپ نے میری کتابوں سے نقل کیا ہے اور میں نے بہیقی سے پس آپ کو لکھتے وقت یہ ظاہر کرنا چاہیے تھا کہ آپ نے مجھ سے نقل کیا اور میں نے بیہقی سے تاکہ مجھ سے استفادے کا حق بھی ادا ہوتا اور تصحیح نقل کی ذمہ داری سے بھی بری ہو جاتے-امام قسطلانی ملزم کی حیثیت سے مجلس سے اٹھے اور ہمیشہ دل میں یہ بات رکھی کہ امام سیوطی کے دل سے اس کدورت کو دھویا جائے-

ایک روز اسی ارادے سے امام قسطلانی برہنہ سر و پا امام سیوطی سے ملنے شہر مصر سے نکلے اور امام سیوطی کے دروازے پر دستک دی، امام سیوطی نے دریافت کیا کہ کون؟ امام قسطلانی نے کہا کہ میں احمد ہوں، برہنہ سر و پا آپ کے دروازے پر کھڑا ہوں کہ آپ کے دل سے کدورت دور کر کے آپ کو راضی کروں- یہ سن کر امام سیوطی نے اندر سے کہا کہ میں نے دل سے کدورت نکال دی، لیکن نہ دروازہ کھولا اور نہ ملاقات کی!

(ملخصاً: بستان المحدثین مترجم، ص204، ط میر محمد کتب خانہ کراچی)

اس واقعے سے وہ لوگ سبق حاصل کریں جو دوسروں کی تحریر کو اپنی طرف منسوب کرتے ہیں- اگر ہم کسی کی تحریر کو نقل کرتے ہیں تو چاہیے کہ اسے جوں کا توں رہنے دیں- یہ امر بھی لازمی ہے کہ جس سے استفادہ کیا گیا ہے اس کا ذکر کیا جائے-

جنت میں حضور ﷺ کی شادی

حضرت سعد بن جنادہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل جنت میں میری شادی حضرت مریم بنت عمران (حضرت عیسی علیہ السلام کی والدہ) اور حضرت آسیہ اور موسی علیہ السلام کی بہن سے فرمائے گا۔

(انظر: المعجم الکبیر للطبرانی مترجم، ج4، ص135، ح5353، ط پروگریسو بکس لاہور)

ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے ارشاد فرمایا کہ کیا تمھیں معلوم ہے کہ اللہ تعالی جنت میں میرا نکاح حضرت مریم بنت عمران اور حضرت موسی علیہ السلام کی بہن کلثوم اور فرعون کی (نیک و پارسا) بیوی آسیہ سے کرے گا۔

(انظر: المعجم الکبیر للطبرانی مترجم، ج5، ص724، ح7931، ط پروگریسو بکس لاہور)

حضرت علامہ مفتی محمد امتیاز قادری حفظہ اللہ لکھتے ہیں کہ تفسیر صاوی میں ہے کہ پانچ خواتین افضل ہیں: مریم، خدیجہ، فاطمہ، عائشہ اور آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین۔ بی بی مریم اور بی بی آسیہ جنت میں حضور ﷺ کی ازواج میں سے ہوں گی۔

(انظر: عطائین اردو شرح تفسیر جلالین، ج1، ص401، ط ادارۂ فیضان رضا کراچی)

حضرت علامہ مفتی محمد اکمل مدنی حفظہ اللہ فتاوی رضویہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حضرت مریم، حضرت کلثوم اور حضرت آسیہ کا نکاح جنت میں حضور ﷺ سے ہو گا۔

(ملخصاً: کیا آپ کو معلوم ہے؟، حصہ 1، ص146 بہ حوالہ فتاوی رضویہ قدیم، ج9، ص11)

حضرت علامہ مفتی عبدالرحیم حفظہ اللہ تفسیر ابن کثیر، تفسیر در منثور، تفسیر خازن، تفسیر قرطبیؒ وغیرہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ جنت میں حضرت مریم، حضرت آسیہ اور حضرت کلثوم (کلثوم/حکیمہ/کلیمہ) حضور ﷺ کی زوجیت سے مشرف و سرفراز ہوں گی۔

(ملخصاً: فتاوی بریلی شریف، ص222، ط زاویہ پبلشرز لاہور)

مفتی محمد یونس رضا اویسی حفظہ اللہ نے بھی یہ لکھا ہے کہ جنت میں حضرت مریم کا نکاح حضور ﷺ سے ہو گا۔

(ایضاً، ص321)

حضرتِ فاطمہ کی طرف منسوب ایک موضوع روایت

امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ سے سوال ہوا کہ خاتون جنت، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنھا کی نسبت یہ بیان کرنا کہ روز محشر وہ برہنہ سر و پا ظاہر ہوں گی، امام حسن و حسین کے خون آلود اور زہر آلود کپڑے کاندھے پر ڈالے ہوئے اور نبی کریم ﷺ کے دندان مبارک جو جنگ احد میں شہید ہوئے تھے، اسے ہاتھ میں لیے ہوئے بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوں گی اور عرش کا پایہ پکڑ کر ہلائیں گی اور خون کے معاوضے میں گنہگار امت کو بخشوائیں گی، یہ صحیح ہے یا نہیں؟

امام اہل سنت جواباً لکھتے ہیں کہ یہ سب محض جھوٹ، افترا، کذب، گستاخی اور بے ادبی ہے۔ مجمع اولین و آخرین میں ان کا برہنہ تشریف لانا جن کو برہنہ سر کبھی آفتاب نے بھی نہ دیکھا، وہ کہ جب صراط پر گزر فرمائیں گی تو زیر عرش سے منادی ندا کرے گا کہ اے اہل محشر اپنے سر جھکالو اور اپنی آنکھیں بند کرلو کہ فاطمہ بنت محمد ﷺ صراط پر گزر فرمائیں گی پھر وہ نور الٰہی ایک برق کی طرح ستر ہزار حوریں جلوے میں لیے ہوئے گزر فرمائے گا۔

(ملخصاً: احکام شریعت، ج1، ص160)

حضور ﷺ کی انگلیاں مبارک

حضور اکرم، سید عالم ﷺ کی شہادت کی انگلی مبارک درمیانی انگلی سے لمبی تھی اور درمیانی انگلی اپنے ساتھ والی انگلی سے لمبی تھی اور وہ اپنے ساتھ والی انگلی سے لمبی تھی یعنی شہادت کی انگلی مبارک کے بعد تینوں انگلیاں ایک کے بعد ایک لمبائی میں چھوٹی تھیں- علامہ دمیری رحمہ اللہ نے اس پر گفتگو کرتے ہوئے ایک حدیث بھی نقل کی ہے اور اس حدیث کے بارے میں امام ابن حجر ہیتمی شافعی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ اس حدیث کو شیخ الاسلام ابن حجر رحمہ اللہ نے "اسد الغابہ" میں اور علامہ قرطبیؒ رحمہ اللہ نے سورۂ بقرہ کی تفسیر میں ذکر کیا ہے-

(فتاوی حدیثہ، ص754، ط مکتبہ اعلی حضرت)

حضرت امیر معاویہ کاتب رسول

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ رضی اللہ تعالی عنہ رسول اکرم ﷺ کے کاتب تھے اور عام کتابت کے علاوہ نبی کریم ﷺ نے آپ کو کتابت وحی کی بھی ذمے داری عطا فرمائی۔

(1) صحیح مسلم، ج4، ص1945، ر2501

(2) صحیح ابن حبان، ج16، ص189، ر7209

(3) المعجم الکبیر للطبرانی، ج13، ص554، ر14446-

(4) مجمع الزوائد، ج9، ص357، ر15924

(5) دلائل النبوۃ، ج6، ص243

(6) تاریخ اسلام، ج4، ص309

(7) الشریعہ، ج5، ص2431

(8) المبسوط، ج24، ص47

(9) الاعتقاد، ص43 (10) الحجۃ فی بیان المحجہ، ج2، ص570، ر566

(11) الذخیرۃ، ج1، ص110

(12) الاباطیل والمناکیر، ص116، ر191

(13) کتاب الاربعین، ص174

(14)تاریخ دمشق الکبیر، ج59، ص55، ر7510

(15)کشف المشکل، ج2، ص96

(16)الفخری فی الآداب، ص109

(17)جامع المسانید، ج8، ص131، ر1760

(18)الاعتصام، ص239

(19)امتاع الاسماع، ج12، ص113

(20)تقریب التھذیب، ص470، ر6758

(21)عمدۃ القاری، ج2، ص73، ر71

(22)المواھب اللدنیۃ، ج1، ص533

(23)ارشاد الساری، ج1، ص170، ر71

(24)الصواعق المحرقہ، ص355

(25)سمط النجوم، ج3، ص155

(26)تفسیر روح البیان، ج1، ص180

(27)فتاوی رضویہ شریف، ج26، ص492

(28)شان صحابہ، صفحہ نمبر32

(ماخوذ مِن مَن ھو معاویہ مصنفہ علامہ لقمان شاہد)

قصہ گو مقررین مسجد سے باہر

ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالی عنھما مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ وہاں ایک قصہ گو بیٹھ کر قصے سنا رہا ہے- آپ نے ایک سپاہی کو اس کی طرف متوجہ کیا کہ وہ اسے مسجد سے باہر نکال دے، چناں چہ اس سپاہی نے اسے مسجد سے باہر نکال دیا!

اگر قصہ گوئی کا تعلق ذکر کی مجالس سے ہوتا اور قصہ گو کو علما میں شمار کیا جاتا تو حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالی عنھما کبھی بھی اسے مسجد سے باہر نہ نکالتے-

(ملخصاً: المدخل لابن الحاج، ج1، ص333 بہ حوالہ قوت القلوب، ج1، ص708، ط مکتبۃ المدینہ کراچی)

حضرت سیدنا مولی علی رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں بھی منقول ہے کہ آپ جب بصرہ تشریف لائے تو قصہ گو مقررین کو مسجد سے باہر نکالا-

(ایضاً)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ صحابۂ کرام نے قصہ خوانوں کو مساجد سے نکالا ہے اور مارا بھی ہے-

(القول الجمیل بہ حوالہ فتاوی اجملیہ، ج4، ص101)

رَٹّامار مقرر

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ حامد بن عباس کا ایک دوست بیمار ہو گیا تو عیادت کے لیے اس نے اپنے بیٹے کو بھیجنے کا ارادہ کیا- بھیجتے وقت اپنے بیٹے کو نصیحت کی:

بیٹا! جب وہاں داخل ہو جاؤ تو اونچی جگہ بیٹھنا اور مریض سے پوچھنا کہ آپ کو کیا تکلیف ہے؟ جب وہ کہے کہ فلاں فلاں تکلیف ہے، تو جواب میں کہنا کہ انشاءاللہ ٹھیک ہو جاؤ گے- پھر پوچھنا کہ کون سے حکیم سے علاج کرواتے ہو؟ جب وہ کسی حکیم کا نام لے تو کہنا کہ اچھا ہے، مبارک ہے- پھر کہنا کہ غذا (کھانے) میں کیا استعمال کرتے ہو؟ جب وہ کسی غذا کا نام بتائے تو کہنا کہ اچھا کھانا ہے، بہتر غذا ہے-

بیٹا اپنے باپ کی نصیحتوں کو سن کر عیادت کے لیے وہاں پہنچا تو مریض کے سامنے ایک مینار تھا، وہ نصیحت کے مطابق اس پر بیٹھا تو اچانک وہاں سے گر پڑا اور مریض کے سینے پر جا پڑا اور اسے مزید تکلیف میں مبتلا کر دیا- پھر مریض سے پوچھا کہ آپ کو کیا تکلیف ہے؟

مریض نے کہا کہ مرض الموت میں ہوں- اِس نے کہا کہ انشاءاللہ بہت جلد نجات پاؤ گے! (یعنی جانے کا وقت قریب ہے)

پھر پوچھا کہ کس حکیم سے دوائی لیتے ہو؟

مریض نے کہا کہ ملک الموت!

اس نے کہا کہ مبارک ہے، با برکت ہے- پھر پوچھا کہ کون سی غذا استعمال کرتے ہو؟

مریض نے کہا کہ مارنے والا زہر! اِس نے کہا کہ بہت مزے دار اور اچھی غذا ہے!

(ملخصاً: اخبار الحمقی والمغفلین مترجم، ص278، 279، ط کرمانوالہ بک شاپ لاہور)

فی زمانہ اکثر مقررین کا معاملہ بھی اس سے کافی ملتا جلتا ہے- مذکورہ بیٹے نے جس طرح اپنے باپ کی نصیحت کو سمجھنے کی بجائے رٹ لیا اسی طرح ہمارے جوشیلے مقررین "بارہ تقریریں" اور "پچیس خطبات" وغیرہ رٹ کر میدان تقریر میں اتر جاتے ہیں اور پھر انجام کا اندازہ آپ مذکورہ بالا واقعے سے لگا سکتے ہیں-

علی داچوتھا نمبر

حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ نے ارشاد فرمایا کہ جو مجھے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنھما سے افضل کہے، میں اس بہتان لگانے والے کو بہتان کی حد (یعنی 80 کوڑے) لگاؤں گا-

(1) فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل، ج1، ص294، ر387

(2) السنۃ لعبداللہ بن احمد بن حنبل، ج2، ص562، ر1312

(3) المؤتلف والمختلف للدار قطنی، ج2، ص807

(4) السنۃ الابن ابی عاصم، جلد2، صفحہ نمبر575، رقم1219-

(5) الاعتقاد والھدایۃ علی سبیل الرشاد علی مذھب السلف واصحاب الحدیث للبیھقی، ص358

(6) الکفایۃ فی علم الروایۃ للخطیب، ص376

(7) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب لابن عبدالبر، ص434، ر1490

(8) مختصر تاریخ دمشق لابن منظور، ج19، ص20

(9) الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ، ج1، ص90

(10) الصواعق المحرقۃ علی اھل الرفض والضلال والزندقۃ، ج1، ص177

(11) العطایا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ، ج29، ص367

(12) مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین لامام احمد رضا، ص143

(13)مسند امیر المومنین ابی حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ واقوالہ علی ابواب العلم لابن کثیر، ج2، ص523

(ماخوذ من مولود کعبہ کون)

جاہل حفاظ کی منگھڑت روایت

بعض جاہل حفاظ بچوں کو پڑھاتے کم اور مارتے زیادہ ہیں اور جب انھیں منع کیا جائے تو ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ استاد کی مار سے دوزخ کی آگ حرام ہو جاتی ہے اور جس جگہ استاد کی مار پڑے گی اس جگہ دوزخ کی آگ نہیں جلائے گی- استاد صاحب ایک تو مار بھی رہے ہیں اور اوپر سے اس کی حکمت بھی بیان فرما رہے ہیں! واہ استاد صاحب.....،

شیخ الحدیث، علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ بعض جاہل حفاظ اور قُرّا نے یہ حدیث گھڑی ہے کہ استاد کی مار سے.....الخ- یہ حدیث جھوٹی اور منگھڑت ہے اور نبی پر جھوٹ باندھنا گناہ کبیرہ ہے- ان جھوٹوں سے پوچھا جائے کہ یہ روایت حدیث کی کس کتاب میں مذکور ہے؟

(انظر: نعم الباری فی شرح صحیح البخاری، ج10، ص257)

اذان بلال اور سورج کا نکلنا

عوام الناس سے لے کر خواص تک ایک واقعہ بہت مشہور ہے کہ حضرت سیدنا بلال رضی اللہ تعالی عنہ کی زبان میں لکنت تھی جس کی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالی عنہ اذان کے کلمات کو صحیح طور پر ادا نہیں کر پاتے تھے؛ ایک مرتبہ آپ کو اذان دینے سے روکا گیا اور جب آپ نے اذان نہیں دی تو سورج ہی نہیں نکلا! یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت بلال کی "سین" اللہ تعالی کے نزدیک "شین" ہے۔

اس واقعے کو کچھ مقررین بڑے شوق سے بیان کرتے ہیں اور کچھ لوگوں کو بھی ایسی مسالے دار روایات سننے میں بڑا مزا آتا ہے۔

کئی معتبر علمانے اس روایت کا رد کیا ہے اور اسے موضوع و منگھڑت قرار دیا ہے لیکن پھر بھی کچھ مقررین اپنی عادت سے مجبور ہیں۔ مقررین کی پیشہ ورانہ مجبوری اُنھیں ایسی روایات چھوڑنے نہیں دیتی،

ع ذرا سا جھوٹ ضروری ہے داستاں کے لیے

اس روایت کے متعلق علماے محققین کی آرا ذیل میں نقل کی جاتی ہیں:

(1) امام ابن کثیر (م 774ھ) اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ، ج5، ص477)

(2)امام شیخ عبد الرحمن سخاوی (م904ھ)اس روایت کو نقل کرنے کے بعد برہان سفاقسی کے حوالے سے علامہ جمال الدین المزی کا قول نقل کرتے ہیں کہ یہ روایت عوام کی زبانوں پر تو مشہور ہے لیکن ہم نے کسی بھی کتاب میں اسے نہیں پایا-

(المقاصد الحسنة، ص190، ر221)

(3)امام سخاوی ایک اور مقام پر لکھتے ہیں کہ ابن کثیر نے کہا کہ اس کی کوئی اصل نہیں اور اسی طرح علامہ جمال الدین المزی کا قول گزر چکا- (ایضاً، ص397، ر582، ملتقطاً)

(4)علامہ عبد الوہاب شعرانی (م973ھ)اس روایت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ عوام کی زبان پر تو مشہور ہے لیکن اصول میں ہم نے اس بارے میں کوئی تائید نہیں دیکھی-

(البدر المنیر فی غریب احادیث البشیر والنذیر، ص117، ر915 بہ حوالہ جمال بلال)

(5) علامہ شعرانی مزید لکھتے ہیں کہ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل نہیں-(ایضاً، ص186، ر1378)

(6)امام ملا علی قاری حنفی (م1014ھ) نے بھی اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے-

(الاسرار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ المعروف بالموضوعات الکبری، ص140، ر76)

(7) علامہ بدر الدین زرکشی (م794ھ) اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ حافظ جمال الدین المزی فرماتے ہیں کہ یہ روایت عوام کی زبان پر تو مشہور ہے لیکن اس بارے میں ہم نے امہات الکتب میں کچھ بھی نہیں دیکھا اور اس روایت کے بارے میں شیخ برہان الدین سفاقسی کا بھی یہی قول ہے۔

(اللآلی المنثورۃ فی الاحادیث المشھورۃ، ص207،208)

(8) علامہ ابن المبرد المقدسی (م909ھ) اس روایت کو لکھنے کے بعد علامہ جمال الدین المزی کا قول نقل کرتے ہیں کہ مستند کتب میں اس کا کوئی وجود نہیں۔

(التخریج الصغیر والتحبیر الکبیر، ص109، ر554)

(9) علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی (م1162ھ) اس روایت کو لکھنے کے بعد امام جلال الدین سیوطی کا قول نقل کرتے ہیں کہ امہات الکتب میں ایسا کچھ بھی وارد نہیں ہوا اور امام ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل نہیں اور علامہ جمال الدین المزی سے نقل کرتے ہوئے شیخ برہان سفاقسی فرماتے ہیں کہ عوام کی زبان پر تو ایسا مشہور ہے لیکن اصل کتب میں ایسا کچھ بھی وارد نہیں ہوا۔

(کشف الخفاء ومزیل الالباس، ص260، ر695)

(10) علامہ عجلونی مزید لکھتے ہیں کہ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل نہیں- (ایضاً، ص530، ر1520)

(11تا15) اس روایت کا ردان کتب میں بھی موجود ہے:

"تمیز الطیب من الخبیث"، "تذکرۃ الموضوعات للھندی"، "الدرر المنتثرۃ للسیوطی"، "الفوائد للکرمی"، "اسنی المطالب"-

(16) علامہ شریف الحق امجدی (م1421ھ) لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ بعض کتابوں میں درج ہے لیکن تمام محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ روایت موضوع، منگھڑت اور بالکلیہ جھوٹ ہے-

(فتاوی شارح بخاری، ج2، ص38)

(17) علامہ عبد المنان اعظمی (م1434ھ) لکھتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ کو اذان سے معزول کرنے کا ذکر ہم کو نہیں ملا بلکہ عینی جلد پنجم، صفحہ نمبر 108 میں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ رسول اللہ ﷺ کے لیے سفر اور حضر ہر دو حال میں اذان دیتے اور یہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ دونوں حضرات کی آخری زندگی تک مؤذن رہے-

(فتاوی بحر العلوم، ج1، ص109)

(18) مولانا غلام احمد رضا لکھتے ہیں کہ یہ واقعہ موضوع و منگھڑت ہے، حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ سے کلمات اذان صحیح (طور پر) ادا نہیں ہو پاتے تھے۔

(ملتقطاً: فتاوی مرکز تربیت افتا، ج2، ص647)

ان دلائل کے بعد اب اس روایت کے موضوع و منگھڑت ہونے میں کوئی شک باقی نہیں رہتا۔

سوالات قبر سریانی زبان میں ہوں گے

امام اہل سنت، اعلی حضرت رحمہ اللہ تعالی سے عرض کیا گیا کہ مرنے کے وقت سے زبان عربی ہو جاتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس بارے میں تو کچھ حدیث میں ارشاد نہیں ہوا۔ حضرت سیدی عبد العزیز دباغ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ قبر میں سریانی زبان میں سوال ہو گا اور کچھ لفظ بھی بتائے ہیں۔

(ملفوظات اعلی حضرت، ج4، ص447)

شیخ احمد بن مبارک (م1155ھ) کہتے ہیں کہ میں نے (اپنے شیخ، حضرت علامہ سید عبد العزیز دباغ رحمہ اللہ تعالی سے) دریافت کیا کہ قبر میں سوالات سریانی زبان میں ہوں گے؟ کیوں کہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کی ایک نظم میں یہ شعر موجود ہے:

ومن غریب ما تری العینان

ان سوال القبر بالسریانی

"انسان کے لیے حیرانگی کی بات یہ ہے کہ قبر میں سریانی زبان میں میت سے سوال وجواب ہوں گے"

اس نظم کے شارح بیان کرتے ہیں کہ امام سیوطی نے اپنی تصنیف "شرح الصدور" میں شیخ الاسلام علم الدین البلقینی کے فتاوی کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے کہ قبر میں سریانی زبان میں میت سے سوال جواب ہوگا- امام سیوطی فرماتے ہیں کہ تاہم مجھے کسی حدیث میں یہ بات نہیں مل سکی-

علامہ ابن حجر عسقلانی سے یہی سوال کیا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ حدیث کے الفاظ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شاید قبر میں سوال جواب عربی زبان میں ہوگا تاہم یہ ممکن ہے کہ ہر شخص سے اس کی مخصوص زبان میں سوال جواب کیا جائے گا اور یہ بات زیادہ معقول محسوس ہوتی ہے-

شیخ سید عبد العزیز دباغ رحمہ اللہ تعالی (م 1131ھ) نے جواب میں فرمایا کہ قبر میں سوال جواب سریانی زبان میں ہوگا کیوں کہ فرشتے اور ارواح یہی زبان بولتے ہیں- سوال فرشتے کریں گے اور جواب روح دے گی کیوں کہ جب روح جسم سے نکل جائے تو اپنی اصل کی طرف لوٹ جاتی ہے- اللہ تعالی جب کسی ولی کو "فتح کبیر" (کا مرتبہ) عطا فرمادے تو وہ باقاعدہ سیکھے بغیر ہی سریانی زبان میں گفتگو کرنے کی صلاحیت حاصل کرلیتا ہے کیوں کہ اس وقت اس پر روح کا حکم غالب ہو جاتا ہے، اس لیے (روح کے غلبے کے باعث ہی) مردے کو سریانی زبان میں گفتگو کرتے ہوئے کوئی الجھن درپیش نہیں ہوگی-

شیخ سید عبدالعزیز دباغ رحمہ اللہ تعالی سریانی زبان کے متعلق تفصیلی کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ارواح (روحوں) کی زبان سریانی ہے- یہ زبان لفظی اعتبار سے بہت مختصر اور معنوی اعتبار سے انتہائی وسیع زبان ہے- دوسری کوئی زبان اس خوبی میں اس کے ہم پلہ نہیں ہو سکتی-

شیخ احمد بن مبارک کہتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا: کیا عربی زبان بھی؟

آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا: عربی زبان بھی اس کے ہم پلہ نہیں ہو سکتی البتہ قرآن میں موجود الفاظ کا حکم مختلف ہے- اگر عربی زبان میں سریانی کے معانی کو اکٹھا کر لیا جائے اور الفاظ عربی زبان کے ہوں تو یہ سریانی سے بھی زیادہ شیریں اور خوب صورت زبان ہو گی-

سریانی کے سوا، دنیا کی تمام زبانوں میں اطناب (پھیلاؤ) پایا جاتا ہے- سریانی زبان کے علاوہ ہر زبان میں الفاظ کی ترکیب کے ذریعے جملہ بنتا ہے لیکن سریانی میں حروف کے ذریعے جملہ بنتا ہے- یہی وجہ ہے کہ سریانی زبان کے حروف تہجی کا ایک مخصوص معنی ہے- جب ایک حرف کو دوسرے حرف سے ملا دیا جائے تو جملہ مکمل ہو جاتا ہے- جس شخص کو سریانی کے حروف کا علم ہو جائے وہ آسانی کے ساتھ سریانی زبان بول یا سمجھ سکتا ہے اور آگے چل کر وہ حروف کے اسرار کی معرفت حاصل کر سکتا ہے- یہ

ایک زبردست علم ہے- اللہ تعالی نے لوگوں پر رحمت کرتے ہوئے انھیں اس علم سے محجوب رکھا ہے کیوں کہ اگر وہ اس علم سے آگاہ ہو جائیں تو ان کی ذات میں موجود ظلمت ان کی تباہی کا باعث بن جائے (کیوں کہ وہ اس علم کو منفی طور پر استعمال کریں گے) ہم اللہ تعالی سے سلامتی کے طلب گار ہیں-

جس طرح عود کی لکڑی میں رس (یعنی پانی) موجود ہوتا ہے اسی طرح سریانی زبان دنیا کی ہر زبان میں موجود ہے کیوں کہ دنیا کی ہر زبان حروف تہجی پر مشتمل ہوتی ہے اور ان حروف تہجی کی وضاحت سریانی زبان میں کی گئی ہے کہ کون سا حرف کس مخصوص مفہوم کی ادائیگی کے لیے مخصوص ہے- جیسے عربی زبان میں لفظ "احمد" ہے، سریانی زبان کے اعتبار سے اس لفظ کے پہلے حرف "ا" کا اپنا ایک مخصوص معنی ہے- اسی طرح جب آپ "ح" کو ساکن پڑھیں گے تو اس کا اپنا مخصوص معنی ہو گا- "م" پر زبر اور "د" پر پیش پڑھیں گے تو دونوں الگ الگ مفہوم پر دلالت کریں گے- اسی طرح لفظ "محمد" ہے، یہ کسی شخصیت کا نام ہو سکتا ہے لیکن سریانی زبان میں اس کا ہر حرف ایک مخصوص مفہوم پر دلالت کرے گا؛ جیسے عبرانی زبان میں نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی "بارقلیط" ہے، اس لفظ کا ہر حرف ایک مخصوص معنی پر دلالت کرتا ہے-

مختصر یہ کہ دنیا کی تمام زبانیں سریانی زبان سے نکلی ہیں اور سریانی دیگر تمام زبانوں کی اصل ہے- دیگر زبانوں کے وجود میں آنے کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں میں

جہالت عام ہو گئی جب کہ سریانی میں گفتگو کرنے کے لیے معرفت پہلی شرط ہے تاکہ سامع (سننے والے) کو ہر حرف کے ذریعے اس کے مخصوص مفہوم کا پتہ چل جائے لہذا سریانی زبان ایجاد کرنے والوں نے اس بات کا اہتمام کیا کہ مختصر طور پر ایسی زبان ایجاد کی جائے جس کے حروف تہجی وسیع معنی پر دلالت کر سکیں کیوں کہ مخاطب کو فائدہ اس وقت حاصل ہو گا جب اس کا ذہن آپ کے مطلوبہ معنی کی طرف منتقل ہو گا کیوں کہ بیش تر امور معنی سے متعلق ہوتے ہیں؛ یہاں تک کہ بالفرض اگر یہ ممکن ہوتا کہ آپ الفاظ و حروف کا سہارا لیے بغیر اپنا معنی مخاطب کو منتقل کر سکیں تو کبھی بھی کسی زبان کو ایجاد کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی- یہی وجہ ہے کہ صرف اکابر اہل کشف یا ارواح یا فرشتے اس زبان میں گفتگو کرتے ہیں- اگر آپ انھیں یہ زبان بولتے ہوئے سن لیں تو یہ محسوس ہو گا جیسے وہ ایک یا دو حروف میں اپنا مدعا واضح کر دیتے ہیں یا چند الفاظ میں اتنا کچھ بیان کر دیتے ہیں جسے بیان کرنے کے لیے دوسری زبانوں میں کئی رجسٹر درکار ہوں گے-

اب آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ جب بنی نوع انسان میں جہالت عام ہو گئی تو ان حروف کو دیگر معنوں کی طرف منتقل کر دیا گیا اور ان حروف کی حیثیت مہمل الفاظ کی مانند ہو گئی اور یہ دستور چل نکلا کہ مختلف حروف کو ملا کر، لفظ کی شکل دے کر مفہوم کی وضاحت کی جائے اور پھر ان الفاظ کو جملوں کی شکل میں استعمال کیا جانے لگا- اس طرح

ایک بہت عظیم علم مفقود ہو گیا لیکن اس کے باوجود آپ دنیا کی کسی بھی زبان کا کوئی بھی لفظ لے لیں اس کا کوئی ایک حرف سریانی زبان کے محاورے سے ضرور مطابقت رکھتا ہو گا یعنی جو لفظ کسی مخصوص معنی کے لیے ایجاد کیا گیا ہے، اسی لفظ کا ایک حرف سریانی زبان میں اسی معنی کی وضاحت کے لیے استعمال ہوتا ہو گا- جیسے عربی زبان میں لفظ "حائط" دیوار کے معنی میں استعمال ہوتا ہے لیکن سریانی زبان میں اس کا پہلا حرف "ح" اسی معنی میں استعمال ہوتا ہے- عربی زبان میں پانی کے لیے لفظ "ماء" استعمال ہوتا ہے جب کہ سریانی زبان میں اس کے آخر میں آنے والا "ء" پانی کے لیے ایجاد کیا گیا ہے- عربی زبان میں آسمان کے لیے لفظ "سماء" موجود ہے اور سریانی میں اس کے معنی کے لیے صرف "س" استعمال ہوتا ہے- غرض کہ اگر آپ تحقیق کریں تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ ہر لفظ کا کوئی ایک حرف مخصوص فہم کی ادائیگی کے لیے کافی ہوتا ہے اور بقیہ حروف خواہ مخواہ استعمال کیے جاتے ہیں-

حضرت آدم علیہ السلام جب زمین پر تشریف لائے تو اپنی زوجۂ محترمہ اور بچوں کے ساتھ سریانی میں گفتگو کیا کرتے تھے- حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانے تک اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی لیکن اس کے بعد تبدیلی کا عمل شروع ہو گیا اور دیگر بہت سی زبانیں وجود میں آ گئیں-اس میں سب سے پہلے ہندی (سنسکرت) زبان وجود میں آئی اور یہ سریانی زبان سے خاصی قریب ہے- حضرت آدم علیہ السلام سریانی زبان میں اس

لیے گفتگو کیا کرتے تھے کیوں کہ اہل جنت کی زبان سریانی ہے اور حضرت آدم علیہ السلام بھی جنت میں یہی زبان بولا کرتے تھے۔

(انظر: الابریز من کلام سیدی عبدالعزیز)

ضعیف روایات فضائل میں مقبول ہیں لیکن

جب ہم کسی روایت کے بارے میں بتاتے ہیں کہ یہ سخت ضعیف ہے یا موضوع ہے تو واعظین و خطبا کی طرف سے فوراً جواب دیا جاتا ہے کہ "فضائل میں یہ سب چلتا ہے" اور اس کے بعد ہم کچھ کہیں تو ہماری سنیت پر ہی حملہ شروع ہو جاتا ہے۔

حضرت علامہ مولانا اسید الحق قادری بدایونی لکھتے ہیں کہ ہمارے مقررین نے اصول حدیث کا یہ ایک قاعدہ کہیں سے سن لیا ہے کہ "فضائل میں ضعیف حدیث بھی مقبول ہوتی ہے" اور اس قاعدے کے بے محل استعمال سے موضوع اور غیر معتبر روایات کے لیے اتنا بڑا دروازہ کھل گیا کہ ہر قسم کی روایتیں اس قاعدے کی دہائی دے کر بیان کی جانے لگیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ قاعدہ اپنی جگہ درست ہے لیکن اس قاعدے کے اطلاق کا بھی ایک دائرہ ہے اور اس کے استعمال کے کچھ شرائط ہیں جن کو ائمہ و علمانے بیان کر دیا ہے لیکن جب یہ قاعدہ کم علم مقررین کے ہتھے چڑھا تو اس کا نتیجہ ضعیف پھر ضعیف شدید پھر منکر اور آخر میں موضوع روایات کی قبولیت کی صورت میں نکلا۔

(مزید لکھتے ہیں کہ) جو احادیث واقعی قابل رد تھیں ہم نے ان کو بھی قبول کر لیا! (انظر: نقد و نظر، ص 11، ملخصاً)

بات بات پر اس قاعدے کی رٹ لگانے والے ذرا ہوش کے ناخن لیں اور ہر روایت کو فضائل میں زبردستی دھکیلنے کا کام نہ کریں۔

تو پھر کون کہے گا؟

خطیب صاحب سے تقریر کے بعد سوال کیا گیا کہ حضرت آپ نے جو روایت بیان کی وہ کس کتاب میں موجود ہے؟ بڑا تحقیقی جواب آیا کہ میں نے حضرت فلاں صاحب سے سنی تھی.....،

جب عرض کیا گیا کہ روایت موضوع و منگھڑت ہے تو جناب نے ایسی باتیں کہہ ڈالیں کہ آپ کو کسی کتاب میں نہیں ملیں گی! فرمانے لگے کہ کیا آپ نے تمام کتابیں پڑھ لی ہیں جو اسے موضوع کہہ رہے ہیں یا آپ حضرت فلاں صاحب سے زیادہ علم رکھتے ہیں؟ یہ باتیں کچھ مقررین اور عام لوگوں سے بھی سننے کو ملتی رہتی ہیں کہ کیا آپ فلاں سے زیادہ جانتے ہیں یا آپ نے تمام کتابیں پڑھ لی ہیں.....؟

ہم اس پر زیادہ لمبی چوڑی بحث نہ کرتے ہوئے صرف ایک سوال کرنا چاہتے ہیں کہ اگر کسی روایت کو موضوع کہنے کے لیے دلائل نہیں بلکہ کسی حضرت سے زیادہ علم رکھنا یا تمام کتابیں پڑھنا ضروری ہے تو پھر کون سا ایسا شخص ہے جس نے تمام کتابیں پڑھ لی ہیں یا وہ کسی سے زیادہ علم کا دعوٰی کر سکتا ہے؟ اگر کوئی ایسا شخص نہیں ہے تو پھر کسی بھی روایت کو موضوع نہیں کہا جا سکتا کیوں کہ ہو سکتا ہے وہ کسی کتاب میں موجود ہو۔ اس سے تو جھوٹی روایات کو قبول کرنے کا دروازہ کھل جائے گا!

ایسی باتیں کرنے والوں کو چاہیے کہ یہ بھی بتادیں کہ جب ہم دلائل کے ساتھ نہیں کہہ سکتے تو پھر کون کہے گا؟

اردو زبان میں ہماری دوسری کتابیں اور رسالے:

بہار تحریر (اب تک 13 حصوں میں)

اللہ تعالی کو اوپر والا یا اللہ میاں کہنا کیسا؟

اذان بلال اور سورج کا نکلنا

عشق مجازی- منتخب مضامین کا مجموعہ

گانا بجانا بند کرو، تم مسلمان ہو

شب معراج غوث پاک

شب معراج نعلین عرش پر

حضرت اویس قرنی کا ایک واقعہ

ڈاکٹر طاہر اور وقار ملت

مقرر کیسا ہو؟

غیر صحابہ میں ترضی

اختلاف اختلاف اختلاف

رمضان اور قضائے عمری نماز

چند واقعات کربلا کا تحقیقی جائزہ

بنت حوا

سیکس نالج

حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعے پر تحقیق

کلام عبید رضا

عورت کا جنازہ

ایک عاشق کی کہانی علامہ ابن جوزی کی زبانی

تحقیق عرفان فی تخریج شمول الاسلام

محرم میں نکاح

روایتوں کی تحقیق (پہلا حصہ)

ABOUT US

Abde Mustafa Official Is A Team
From **Ahle Sunnat Wa Jama'at**
Working **Since 2014** On The Aim To Propagate
Quraan And Sunnah
Through Electronic And Print Media.

We are :

Writing articles, composing & publishing books, running a special **matrimonial service** for Ahle Sunnat

Visit our official website :
www.abdemustafa.in
about thousand of articles & 150+ tehqeeqi pamphlets & books are available in Urdu, Roman Urdu & Hindi

E Nikah Matrimony
www.enikah.in
If you are searching a Sunni Life Partner then visit and find.
there is also a channel on Telegram
t.me/Enikah (Search "E Nikah Service" on Telegram)

Find & Follow us on Social Media Network :
/abdemustafaofficial
for more details WhatsApp on **+919102520764**

SABIYA VIRTUAL PUBLICATION
AMO powered by Abde Mustafa Official